پردہ

ڈاکٹر جمیل واسطی

اسی طرح دوسرے یورپی ممالک میں بھی جنسی آزادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آبادی کی ترقی میں کمی واقع ہورہی ہے۔اس کے مقابلہ میں اسلامی ممالک کی آبادی ترقی پر ہے۔۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۱ء کے درمیان ہندوستانی مسلمانوں کی تعداد میں ایک کروڑ کا اضافہ ہوا ہے۔الجیریا میں مسلمان اس صدی کے شروع میں صرف تیس لاکھ تھے(۹)۔اب ساٹھ لاکھ ہیں۔یہی حال دیگر اسلامی ممالک کا ہے۔ترکی اور ایران میں بے پردگی ابھی بہت نیا واقعہ ہے۔بے پردگی کے یورپی اثرات کے واضح ہونے کے لیے ایک صدی یا کم از کم تین نسلوں کا گذرنا ضروری ہے۔یہ سب ترقی باوجود اس امر کے ہے کہ مسلمان صنعتی ترقی میں بہت کم حصہ لے رہے ہیں۔نیز اسلامی آبادی میں ترقی ہوئی ہے،وہ ایسے انسانوں پر مشتمل ہے جو پردہ کی پابندیوں کو قبول کرنے کی وجہ سے جنسی صحت واخلاق کے لحاظ سے باقی تمام اقوام عالم سے بہتر ہیں اور یہی امر اسلامی آبادی کی آئندہ ترقی کا ضامن ہے۔اگر مسلمان پردہ کے پابند رہے اور جنسی اخلاق میں سخت مضبوط رہے اور اس کے ساتھ صنعتی ترقی کی جانب متوجہ ہوگئے تو ممکن ہے کہ محض آبادی کی ترقی ہی ان کو دنیا کی قیصریوں کا وارث بنادے۔

ایک اور غلط فہمی جو پردہ کے متعلق ظاہر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ پردہ عورت کو مجلسی زندگی سے محروم کردیتا ہے۔اس جگہ غالباً یہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ پردہ عورت کو مرد سے ہوتا ہے نہ کہ عورتوں سے۔دنیا کی نصف آبادی عورتوں کی ہے جس سے عورت کو پردہ نہیں ہوتا۔عورت اس نصف دنیا سے مجلسی ومعاشرتی تعلقات بلا کسی رکاوٹ کے رکھ سکتی ہے۔عورت کو عورتوں سے تعلقات میں حسن اخلاق وسلیقہ کی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی مردوں کو آپس کی ملاقات میں۔رفاقت،محبت اور خدمت کی خواہشات بھی عورتوں کی نصف دنیا میں پوری ہوسکتی ہیں۔لیکن اگر کوئی عورت نصف دنیا سے ملنے کی آزادی کو غلامی تصور کرے اور اس کی زندگی کا مجلسی پروگرام خاوند کے دوستوں اور ملاقاتیوں کے ساتھ اختلاط کے بغیر پورا نہ ہوسکے اور اگر کوئی عورت عورتوں کی نصف دنیا میں دوستی اور محبت پیدا کرسکنے پر قانع نہ ہو اور اپنی نسوانیت کو چند مردوں کی ملاقات وخوشنودی حاصل کیے بغیر ضائع ہوتا ہوا خیال کرے،تو اس عورت کے مقاصد کو محض مجلسی سمجھنا اس کو اور اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔

پردہ کے مخالف حضرات پردہ کو چند غیر فطری عیوب کا باعث گردانتے ہیں۔ان حضرات سے غالباً یہ درخواست بے جا نہ ہوگی کہ محض قالینی منطق آرائی کے بجائے وہ یورپ کی معاشرت میں بھی ان عیوب کا مطالعہ کریں۔پولیس کے

کاغذات انہیں حیرت میں ڈال دیں گے اور مناسب علمی تفتیش کے بعد بے پردہ معاشرت کے متعلق ان کا غلط حسن ظن باقی نہ رہے گا (۱۰)۔

بعض مخالفین کا خیال ہے کہ موجودہ پردہ اس لیے ناجائز ہے کیوں کہ عرب میں اس قسم کے پردہ کا رواج نہ تھا۔ آج کل بھی ہمارے ان دیہات میں جہاں کی معاشرت اب تک قدیم عربی معاشرت کے مشابہ ہے۔ پردہ عربی پردہ کی طرح ہے۔ لیکن شہروں میں آبادی، دولت، منظم بداخلاقی اور معاشرتی منافقت کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں کہ ان حالات میں پردہ اسی صورت میں کامیاب ہوسکتا ہے، جس صورت میں کہ اس وقت شہروں میں موجود ہے۔ یہ شہری پردہ عربی دیہاتی پردہ کی ہی ترقی یافتہ صورت ہے، جسے شہروں کے اخلاقی حالات کے مطابق کسی قدر بدل دیا گیا ہے اور یہ پردہ عربی اسلامی مدنی پردہ کی روایت ہے، جس میں چنداں تغیر نہیں ہوا۔

تمام دنیا کے مسلمان یورپی اقوام کی سیاسی کامیابی سے اتنے مرعوب ہو چکے ہیں کہ وہ یہ سمجھے بغیر کہ ان کے لیے یورپ کی مسلمہ حقارت کی وجوہات علاوہ مذہبی اختلاف کے سیاسی و تاریخی ہیں، جن کا علاج صرف دنیوی قوت کے عناصر کا حصول ہے، پردہ کو چھوڑنے اور یورپی تہذیب کے عناصر ظاہری کی تقلید سے یورپ کی نظروں میں یورپ سے برابری حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ہر تغیر ترقی نہیں ہوتا، نہ ہر فرق نقص ہوتا ہے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم اپنی کامیاب طرز معاشرت کو اس لیے بدل دیں کہ یہ یورپی حکمرانوں کا ناکام طرز معاشرت کے مشابہ نہیں ہے؟ یہ زیادہ مناسب ہے کہ ہم یورپ کے بے پردہ معاشرت کے افسوسناک نتائج پر غور کریں اور ان کی درست جنسی حالت کو مسلمان عورتوں کے سامنے رکھ کر فیصلہ ان پر چھوڑ دیں کہ وہ مسئلہ کے کون سے پہلو کو پسند کرتی ہیں۔

کئی حضرات جنسی پابندیوں کے خلاف یہ دلیل دیا کرتے ہیں کہ مغربی ماہرین نفسیات کے مطابق جنسی تسکین میں رکاوٹ ''نیوروسس'' یعنی امراض اعصابی پیدا کرتی ہے (۱۱)۔ اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ شادی اسی وجہ سے جائز کی گئی ہے۔ بلکہ نصف الایمان ہے، پردہ اور شادی کا باہم ہونا ناممکن نہیں بلکہ پردہ شادی کو استقلال دینے کے علاوہ دوسری معاشرتی، جسمانی و روحانی خوبیوں کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ اس میں انکار نہیں ہوسکتا کہ پردہ شادی سے پہلے جنسی تسکین اور شادی کے بعد جنسی بدنظمی کے راستہ میں حائل ہے اور پردہ دار سوسائٹی میں ہر جگہ اور ہر موقع پر جنسی تسکین ناممکن ہے۔ بے پردہ سوسائٹی میں جنسی تعلقات کے مواقع زیادہ آسانی سے اور زیادہ حاصل ہوتے ہیں اور ایسی سوسائٹی ان مغربی ماہرین نفسیات کے مطابق زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے لیکن وہ جسمانی لعنتیں، معاشرتی الم اور اولاد کے متعلق قباحتیں جو اس قسم کی جنسی بدنظمی سے رو پذیر ہوتی ہیں، پردہ کے حق میں کافی دلیل ہیں۔ تمام یورپی ادب کے اکثر المیہ رو پک اور افسانے صرف ایک بے پردہ سوسائٹی میں واقع ہوسکتے ہیں۔ اگر ادب آئینہ حیات ہے تو یورپ کی جنسی زندگی ایک ٹریجیڈی یعنی دردناک المیہ ہے۔ جس میں خوشگوار تبدیلی صرف پردہ کے قبول کرنے سے ہی ہوسکتی ہے۔

علاوہ ازیں جنسی تعلقات میں رکاوٹ پیدا ہونے سے جذباتی اضطراب، انسان کے روحانی قوائے تخلیق کو مضبوط

کرتا ہے اور حسنِ تمدن میں ظاہر ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ تمام ادبی وفنی وعلمی کشمکش وترقی کے پیچھے وہ جذباتی اضطراب ہے جو جنسی ضبط نے زندگی کے ان پہلوؤں کی طرف منعطف کردیا ہے۔ مکمل جنسی تسکین کی صورت میں انسان کی تمدنی قوتیں امکانی حالت میں رہتی ہیں۔ جنسی خواہشات کی قربانیاں تمدن کی تعمیر کی بنیاد ہیں (۱۲)۔ اگر کوئی تہذیب جنسی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف مائل ہوجاتی ہے۔ تو وہ تہذیب ان قوتوں کو آہستہ آہستہ ضائع کردیتی ہے جو تمدن کی بنیاد ہیں اور وہ تہذیب تنزل کی جانب مائل ہوجاتی ہے لیکن مکمل جنسی رکاوٹ اگر انسانی تہذیب کے لیے اعلیٰ ترین حالات پیدا کرسکتی ہو۔ ظاہر ہے کہ ناممکن العمل ہوگی اور قاطع نسل انسانی بھی ہوگی اور انسانوں کے بغیر تمدن کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تاریخ انسانی میں جہاں کہیں کوئی قوم ترقی کی راہ پر گامزن نظر آتی ہے، وہ قوم اس وقت جنسی پابندیوں میں بھی مصروف نظر آتی ہے۔ سمیری، بابلی، یونانی اور رومی اقوام نے اپنی تاریخ کے آغاز میں ایک مرد اور ایک عورت کی مستقل شادی کے قوانین جاری کیے۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ جہاں کبھی شادی اور وفاداری کا خیال غالب ہوا ہے، عورت اور مرد کی برابری کے نظریئے کو صدمہ پہنچا ہے اور عورتوں کے عصمت پر فخر کرنے سے انہیں وہ معاشرتی پابندیاں قبول کرنی پڑی ہیں جو ان کے عصمت پسند خاوندوں نے ان پر عائد کی ہیں۔ ان حالات میں قوموں کی ترقی شروع ہوتی ہے۔ لیکن بڑھتی ہوئی سلطنت اور امارت ہر قوم کے لیے پہلی جنسی پابندیاں ناقابل برداشت بنادیتی ہے اور ان پابندیوں کو چھوڑنے کا دور ہمیشہ قومی وقار کے انحطاط کے دور کا ہم عصر ہوتا ہے۔ اگرچہ علمی تفتیش سیاسی حالات وعناصر قوت کے حصول کو بھی نظرانداز نہیں کرسکتی۔

جنسی وفاداری اور تنظیم کی تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کو دی، ان فتوحات سے غیر متعلق نہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو ہوئیں۔ اسلامی نکاح اور جنسی پابندیوں میں جو نسلیں پیدا ہوئیں اور تربیت پاتی رہیں وہ اطراف عالم میں فاتحانہ پھیل گئیں۔ انھوں نے ایک عظیم الشان سلطنت اور دنیا کی متمول ترین تہذیب کو پیدا کیا۔ شجاعت وجرأت میں اسلامی عساکر اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا کی تاریخ کے مالک رہے ہیں۔ باوجود محکومی وادبار کے، یورپ کے مصنفین آج کل بھی مسلمانوں کے بہادر ہونے اور موت سے خائف نہ ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ شہدا کے یقینی موت کے متبسم مقابلہ کے پیچھے وہ جنسی پابندیاں ہوتی ہیں، جو نکاح کی تقدیس اور پردہ کی وجہ سے اسلامی معاشرت میں رائج ہیں۔

یہ بالکل ممکن ہے کہ اگر ایک قوم پردہ کو قائم رکھے اور عناصر قوت پر قابو رکھے تو وہ دائمی طور پر اپنی تہذیب و سیاست کے وقار کو قائم رکھ سکے گی۔ یہ درست ہے کہ آج عناصر قوت پر ہمارا قابو نہیں ہے۔ لیکن موجودہ حالات کی درست تشریح کے بعد جب ہم اصلی عناصر قوت کے حصول کی جانب توجہ مبذول کریں گے تو مستقبل اتنا تاریک معلوم نہ ہوگا، جتنا کہ آج نظر آرہا ہے۔ بشرطیکہ درمیانی وقفہ میں ہم جنسی پابندیوں کو کمزور نہ کردیں اور ان قوائے تہذیب و حیات کو زندہ رکھیں جو صرف منظم جنسی رکاوٹ کی حالت میں ظاہر ہوسکتے ہیں۔ ان حالات میں نکاح کی تقدیس کو قائم

رکھنا انتہائی ضروری ہے اور جیسا کہ گذشتہ قسط کے اعداد وشمار، دلائل براہین سے واضح ہے۔ پردہ کی ترویج ایسی معاشرت پیدا کردیتی ہے، جس میں جنسی وفاداری، نسل انسانی کی بقاء اور جنسی رکاوٹ سب خوبیاں حاصل ہوسکتی ہیں اور ہم افراط و تفریط کے نقائص سے مصون رہتے ہیں۔

پردہ کی حمایت سے یہ مراد نہیں کہ ہم عورتوں کی فلاح کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ پردہ میں عورتوں کی فلاح سہی، لیکن ہمارے فرائض عورتوں کی جانب محض پردہ سے زیادہ وسیع ہیں۔ سب عورتوں کے لیے بہتر تعلیم اور تحفظ صحت کے سامان اور ضرورت مند خواتین کے لیے پردہ کے ساتھ ساتھ، کام کاج کے مواقع بہم پہنچانا قومی فرض سمجھنا چاہیے۔

بعض حضرات نے دماغی عدم توازن کی وجہ سے پردے کو جہالت کا دوسرا نام سمجھ لیا ہے۔ پردہ چھوڑنا کوئی طلسم نہیں ہے جسے عمل میں لانے سے عورت فوراً عالم فاضل بن جاتی ہے۔ کئی غیر مسلم اقوام کی عورتیں ہزاروں سال سے بے پردہ اور غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ جہاں جہاں بھی اسلامی حکومت رہی ہے وہاں مسلمان عورتیں دوسری بے پردہ عورتوں سے زیادہ تعلیم یافتہ اور شائستہ رہی ہیں۔ آج کل ہماری عورتیں اس لیے تعلیم یافتہ نہیں ہیں کیونکہ ہم نے پردے کے اندر ان کی تعلیم کا مناسب انتظام نہیں کیا۔

یورپ اور روس میں بھی چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کے اسکول علاحدہ بننا شروع ہوگئے ہیں کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ نہایت چھوٹی عمر میں لڑکے اور لڑکیاں جنسی تعلقات پیدا کرسکتے ہیں۔ میری سٹوپس (''سیکس اینڈ دی ینگ''، یعنی جنس وطفولیت) اور دیگر مصنفین کے مشاہدوں سے واضح ہے کہ چھ اور دس سال کے درمیان کی عمر میں بھی لڑکیاں جنسی تجربہ رکھتی ہیں اور جنسی امراض قبیحہ میں مبتلا پائی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر ایڈتھ ہکر اپنی کتاب ''لاز آف سیکس''، یعنی ''قوانین جنسیت'' میں بیان کرتی ہیں کہ ''مہذب اور امیر گھرانوں کے سات آٹھ سال کے بچوں کے لیے بھی یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ وہ اپنی عمر کے بچوں کے ساتھ ہمجولیوں کے سامنے جنسی تعلقات قائم کریں''۔ وہ آگے بیان کرتی ہیں کہ امریکہ کے شہر بالٹی مورسٹی میں صرف ایک سال کے اندر بارہ سال سے کم عمر کی ایک ہزار سے زیادہ لڑکیاں عدالتوں میں جنسی مظلومیت کے مقدمات کے متعلق پیش ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ مخلوط سوسائٹی مجبور سوسائٹی ہے۔ بچوں کی تعلیم شروع سے ہی علاحدہ علاحدہ ہونی چاہیے۔ روس اور یورپ کے ماہرین تعلیم اس امر کو قبول کررہے ہیں۔ بچوں کی حفاظت چھوٹی عمر سے ہی کرنی چاہیے تاکہ ہماری نسلیں ہمیشہ ہمیشہ تک روحانی ودماغی ہیجان سے محفوظ رہیں اور ہماری تہذیب ووقار کو قائم رکھیں اور ہم ان نتائج سے محفوظ رہیں جن سے نسلی کمزوری، جسمانی بیماری، خاندانی غم اور معاشرتی ذلت ومنافقت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ پردہ کی تکالیف کو بے پردہ سوسائٹی کی المناک حالت کے مقابلہ میں رکھ کر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ اس غیر تسلی بخش دنیا میں کون سی تکلیف زیادہ قابل قبول ہے۔

ہمیں چاہیے کہ لڑکیوں کے لیے علاحدہ مدرسوں اور طبی وصنعتی کالجوں کی توسیع میں پوری کوشش کریں اور پردہ کے اندر اعلیٰ اور پاکیزہ تعلیم کا بندوبست کریں۔ مشین کے استعمال سے مزدوروں کی بچت ہوتی ہے۔ اس لیے تمام صنعتی ممالک

میں لاکھوں مزدور بے کار رہتے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ عورتوں کو مردوں کے برابر مزدور سمجھ کر ہم بے کار اور غریب مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کریں۔ بلکہ خاندانی زندگی کے قیام کی کوشش کریں۔ جو قوم اپنی عورتوں کو اعلیٰ مائیں اور بیویاں بنانے کے بجائے آزادی اور برابر کے الفاظ سے دھوکا کھا کر انہیں دوسرے درجہ کی نوکر یا کلرک بنا دیتی ہے وہ قوم زیادہ دیر تک اپنی تہذیب وسیاست کے وقار اور اپنی آبادی کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ جرمنی اور جاپان کے سیاست دانوں نے انہی حالات سے آگاہ ہو کر عورتوں کے لیے کارخانوں اور دیگر قسم کے کاموں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ ہمارے لیے بھی مناسب یہی ہے کہ برابر و آزادی کے الفاظ کی سطحی جھلک سے خیرہ ہو کر اپنی قوم کو مصیبت اور گمراہی کی جانب نہ لے جائیں۔

شہروں میں پردہ دار عورتوں کے لیے گھریلو قسم کی صنعتوں مثلاً جراب سازی، بنیان سازی، صابون سازی وغیرہ کے کارخانے ہونے چاہئیں اور عورتوں کے لیے خانہ داری اور صنعتی تعلیم کے لیے پردہ اور مدرسے ہونے چاہئیں۔ عورتوں کی صحت کے لیے مناسب کھلے مکان اور پردہ دار باغ نہایت ضروری ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ میونسپل کمیٹیاں اپنی آبادی کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے پردہ دار باغ نہ بنا سکیں یا موجودہ باغوں کو پردہ دار بنا کر ہفتہ میں چند دن عورتوں کے لیے مخصوص نہ کر سکیں۔

(حواشی)

(۹) ۱۹۳۷ء (۱۰) ملاحظہ فرمائیں ضمیمہ نمبر ا۔ ''مغرب میں عورت''۔ اسلامی روایات کا تحفظ (۱۱) دیکھیے ضمیمہ نمبر ۲، ''ادب وفن کا ایک پہلو''۔ اسلامی روایات کا تحفظ

(۱۲) J.C.UNWIN: Sex and Culture (1934) آنون کے نزدیک معاشرتی بالیدگی، جذبہ دریافت، وسعت کی طرف میلان اور سرگرمی عمل، اس وقت ایک سوسائٹی میں نظر آتے ہیں جب کہ زنا کے خلاف قوانین پر سختی سے عمل ہوتا ہے۔ ایسی سوسائٹیاں جو قبل از نکاح اور بعد از نکاح جنسی عمل کی دل دادہ ہوتی ہیں کاہل اور غیر ترقی پذیر ہوتی ہیں۔

☆☆☆

سخاوت کی ایک انوکھی تعریف

امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا کہ مومن شخص ہر حال میں کریم النفس اور سخی ہوتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا، وہ اپنے عزیز و اقارب کو محتاجی اور فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں دیکھ سکتا، ظاہری سخاوت کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی غنی ہوتا ہے، دنیا کا مال و متاع اسے راہ حق اور آخرت سے ہرگز نہیں ہٹا سکتا، ہاں! اگر لوگ اسے اس کے مال و متاع کے بارے میں دھوکہ دیں تو وہ ضرور دھوکہ میں آئے گا اور اپنا مال ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا، ایسا شخص اپنی سخاوت کا بدلہ دنیا میں وصول کرنا برداشت نہیں کرتا، یہ کہتے ہوئے مالک بن دینار رونے لگے اور پھر فرمایا ''خدا کی قسم! یہی سخاوت ہے، خدا قسم یہی سخاوت ہے، خدا کی قسم یہی سخاوت ہے''۔ (مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا)